"گردِ سفر"

میرے ہم صفیرو! ذرا اس بلندی پہ اک لمحہ رک کر پلٹ کے تو دیکھو
نشیبوں میں پھیلے ہوئے زرم کھرے کی چادر نظر سے الٹ کے تو دیکھو
یہاں اس بلندی تک آتے ہوئے راستے کے کئی موڑ کاٹے ہیں ہم نے
یہ دیکھو کہ کتنے کوس اس ایک جہد مسلسل سے پاٹے ہیں ہم نے
کسی کو خبر کیا کہ راہ طلب میں وفا کیش کتنے مراحل سے گزرے
سمن پوش لمحوں کے پیہم تعاقب میں کتنے ہی خار ستم دل سے گزرے
جبیں کا عرق، ان گنت جگنوؤں کی لرزتی قطاریں ہیں پنہائے شب میں
خراشیں تمناؤں کے پھول ہیں جو مشقت کھلاتی ہے دست طلب میں
جہاں سے بھی گزرے بہاروں کے داعی چمن زار وہ رہ گزر ہو گئی ہے
کرن جو بھی پھوٹی ہے چاکِ جگر سے، ابھر کر نشان سفر ہو گئی ہے
بہ فیض یقین و عمل، دھجیاں بن کے اڑتی رہیں تیر گی کی نقابیں
خوشی کا گر احساس محکم ہو تو خود بخود ٹوٹ جاتی ہیں غم کی طنابیں
ستارے سے نظروں میں گھلنے لگے ہیں کہ موج کی طرب چھوڑ رہی ہے دلوں کو
روانہ ہوا ہے تمناؤں کا پھر، سبک رو سفینہ نئے ساحلوں کو

توصیف تبسم

نوائے سروش

م۔ ماورائے فہم ارفع تر تمہاری شان ہے　　آ د خطیب اعظم و علم و عمل کی جان ہے
ح۔ حسن خلق و رشک دوراں آپکی ہر اک ادا　　اللہ اللہ! وجد آور قرأت قرآن ہے
س۔ سادگی ایسی کہ ہے رطب اللساں سارا جہاں　　دیکھ کر حیرت میں ہر اک صاحب ایقان ہے
ن۔ نازش علم و ادب حسن ادا حسن کلام　　یہ بھی صابر سید محسن کا اک احسان ہے

محسن
صنعت توشیح

مولانا عبدالکریم صابر ایڈیٹر ہفت روزہ "مخلص"، ڈیرہ اسماعیل خان